خطبات خواجہ شمس الدین عظیمی

ACD 76

Track - 2

19:38

''تصوف میں فنا فی الشیخ کی کیا اہمیت ہے؟''

یہ شیخ کے بارے میں بھی کئی دفعہ یہاں لوگوں نے سوال کیاہے اور اس کے بڑی تفصیلی جوابات ہم نے دئیے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ میرے ذہن میں ایک دفعہ سوال آیا کہ میں اپنے پیرو مرشد سے جتنی محبت کرتا ہوں میرا کوئی بھائی شاید نہ کرتا ہوگا یہ ایک خیال بچکانہ خیال تھا دماغ میں آیا۔ اور وہ دماغ میں بار بار آتا رہا، بار بار آتا رہا۔ تو حضور قلندر بابا اولیاء میں یہ ایک عام بات تھی کہ جب کوئی چیز بار بار دماغ میں آتی تھی تو وہ اس کی نشاندہی کردیا کرتے تھے۔ ان سے کہنا نہیں پڑتا تھا کہ صاحب ...۔ ایسے میرے بے شمار تجربات ہوئے۔ تو بار بار میں سوچتا رہا، سوچتا رہا، کہا نہیں، کہنے کی بات ہی نہیں تھی۔ ایک دن فرمایا کہ آپ بیٹھیں، اور مجھ سے انہوں نے کہا کہ آپ نے لوہا دیکھا ہے؟ کہا ہاں صاحب دیکھا ہے۔ میگنٹ بھی دیکھا ہے؟ میں نے کہا ہاں صاحب میگنٹ بھی دیکھا ہے۔ فرمایا کبھی یہ بھی دیکھا ہے کہ لوہے نے میگنٹ کو کھینچا ہو؟ میں نے کہا صاحب یہ تو نہیں دیکھا۔ وہ کہنے لگے پیر و مرشد میگنٹ ہوتا ہے اس میں مقناطیسی لہریں ہوتی ہیں، اس میں اللہ کا نور کام کرتا ہے۔ اس کی روح کے اندر روشنیاں رسول اللہ ﷺ کی کام کرتی ہیں، جو حاصل کائنات ﷺ ہیں۔ لوہے کو وہ کھینچتا ہے۔ لوہا یہ سمجھتا ہے میں خود چل کر جارہا ہوں۔ چونکہ پیر و مرشد میں مقناطیسیت ہوتی ہے، کشش ہوتی ہے، تو جتنا وہ کسی مرید کو نوازنا چاہتا ہے ، جتنا وہ کسی مرید کو علم منتقل کرنا چاہتا ہے۔ اب یہ شاگرد کے ہونہار ہونے کی بات ہوگئی ، ویسے آپ نے دیکھا ہوگا مدرسے میں، اسکولوں میں اگر کوئی ہونہار شاگرد ہے تو استاد اس کو زیادہ محبت کرتا ہے۔ زیادہ اس کو سمجھانا چاہتا ہے۔ تو جتنا زیادہ پیر و مرشد جو ہے اس کے اندر رد و بدل کرتا ہے یا اس کی صلاحیتوں کو کرید تا ہے اس کے اندر جو موجود روح ہے روح نہیں ڈالتا وہ ، روح اس کے اندر موجود ہے۔ اس روح کے اندر جو روشنیاں کام کررہی ہیں مثلاً ہر آدمی کی روح میں اپنی روشنیاں ہوتی ہیں۔ پیر و مرشد کسی کے اندرروشنیاں نہیں ڈالتا۔ اس کی جو مرید کی جو روشنیاں ہیں ان کو صیقل کردیتا ہے۔ ان کو بڑھا دیتا ہے۔ ان کے اندر ابال پیدا کردیتا ہے۔ تو جیسے جیسے وہ روشنیاں مرید کی اپنی ذات کی روشنیاں ، روح کی اپنی روشنیاں متحرک ہوتی ہیں، زیادہ ہوتی ہیں، اسی مناسبت سے پیر و مرشد کی روشنیاں جو ہیں وہ اس میں شامل ہوتی چلی جاتی ہیں، مرید کی روشنیوں میں۔ اب چونکہ وہ سارا سسٹم جو ہے روشنیوں کا ہے، اب جتنی روشنیاں اب

آپ دیکھیں بچے کو ماں سے زیادہ محبت ہوتی ہے۔ بچہ کتنا ہی رورہا ہو، ماں
سینے سے لگائے فوراً وہ خاموش ہوجائے گا۔ اور اسی طرح ماں کو بچے سے
ہوتی ہے۔ کہیں بھی ہو ماں بچے کو بھوک لگی تو اس کے سینے میں درد ہونے
لگتا ہے۔ بھاگتی ہے بری طرح سے۔ اور جاکر جب تک بچے کو دودھ نہیں پلاتی
اسے چین نہیں آتا۔ بات یہ ہے کشش کا قانون ہے بچہ ماں کو کھینچ رہا ہے، ماں
بچے کو کھینچ رہی ہے۔ اور جب بچے کے اندر روشنیاں کثیف ہونے لگتی ہیں وہ
بڑا ہوگیا، اس نے گوشت کھا کھا کے اپنا خون خراب کرلیا ، گوشت تو خون ہی
ہے نہ بھئی گوشت کیا ہے جما ہوا خون ہے۔ اگر گوشت کو انالائز کرکے کسی
صورت سے آپ اس کو اوریجنل جو ہے اس کی صورت جو ہے اس میں لے آئیں تو
کیا بچے گا خون بچے گا۔ تو جمے ہوئے خون کے پرت جو ہیں اس کا نام گوشت
ہے۔ تو جب آدمی گوشت کھائے گا ظاہر ہے اس کے اندر گوشت کی جو تعفن
ہے، بدبو ہے وہ عام ہے آج کے دور میں اور مسلمانوں میں تو بہت ہی ہے۔
حضور قلندر بابا فرمایا کرتے تھے مجھے مسلمانوں پہ حیرت ہے جھوٹ بولتے ہیں
اور بغیر فائدے کے جھوٹ بولتے ہیں۔ بھئی جھوٹ بولنے سے چلو ایک پیالی چائے
مل جائے توصبر تو آجائے بھئی ایک پیالی چائے پینی ہے۔ بہ وجہ جھوٹ بولتے ہیں۔
شاعری میں جھوٹ بولتے ہیں۔اگر کسی کو بڑھائیں گے تو وہ آسمان پہ بٹھادیں
گے جھوٹ بول بول کے۔ اور اگر کسی کو گرائیں گے تو اتنا جھوٹ بولیں گے اس
کو اسفل السافلین میں بھی کہیں گے اس کو اور نیچے جانا چاہئے۔ تو ان تمام
کیفیات سے ظاہر ہے اس کے اندر جو ہے ایک کثافت پیدا ہوتی ہے۔ اب دیکھئے
جب بچے کے اندر وہ کثافت پیدا ہوجاتی ہے تو ماں بیٹے میں وہ کشش وہ تعلق
نہیں رہتا جو ایک سال، دو سال کے بچے میں ، مہینے ، دو مہینے کے بچے میں رہتا
ہے۔ تو اگر آپ کے اندر سال دو سال کے بچے کی طرح روشنیاں ہیں تو پیر و
مرشد کی روشنیاں آپ اتنی زیادہ اپنے اندر جذب کریں گے اور اتنے ہی زیادہ پیر و
مرشد کے اندر آپ کی روشنیاں منتقل ہوں گی ۔ اور اس منتقلی میں ظاہر ہے
پیر مرید سے قریب ہوتا چلاجائے گا، مرید پیر سے قریب ہوتا چلا جائے گا۔ اب اس
کو آپ عشق کہہ لیں، عقیدت کہہ لیں، دیوانگی کہہ لیں، کچھ کہہ لیں۔ لیکن
ایسا بھی ہوتا ہے کہ زندگی گزر جاتی ہے کچھ نہیں ہوتا ہے۔ مرید اپنی جگہ،
پیر اپنی جگہ۔ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ اپنا خوش گپیاں کرتے رہتے ہیں۔ وہ
اپنی قبر میں جاکر سوجاتا ہے، مرید جھاڑو دیتا رہتا ہے۔ اور ایسا بھی ہوتا ہے
کوئی آیا چھ مہینے ، سال بھر رہا اور اس کو تو جناب اللہ تعالیٰ نے فضل کردیا
شیخ کے اندر، پیر کے اندر جو علوم تھے وہ اسے منتقل ہوگئے۔ ایسا بہت کتابوں
میں ملتا ہے۔ کچھ لکڑیاں گیلی ہوتی ہیں۔ ان کو سکھانا پڑتا ہے۔ اور کچھ
لکڑیاں سوکھی ہوئی ہوتی ہیں ان کو صرف دیا سلائی دکھانی پڑتی ہے۔تو اسی
حساب سے جتنا آپ کے اندر اپنے پیر و مرشد سے تعلق ہے اسی مناسبت سے آپ
کو پیر و مرشد سے محبت بھی ہوگی، عقیدت بھی ہوگی اور عشق بھی ہوگا۔
روحانیت جو ہے، روحانیت یہ عشق کے بغیر نہیں آتی۔ آپ عالم بن سکتے ہیں،

فاضل بن سکتے ہیں، علامہ بن سکتے ہیں، مجدد بن سکتے ہیں، بڑے سے بڑے
سائنٹسٹ ہوسکتے ہیں، لیکن روحانی آدمی نہیں ہوسکتے۔ اگر آپ کے اندر
عشق نہیں ہے۔ روحانیت تو حاصل ہی ہوتی عشق سے۔ عشق سے اور
انکساری سے۔دو چیزیں لازم و ملزوم ہیں روحانیت سیکھنے کے لئے۔ ایک
انکساری یعنی جھکنا، ہر بندے کے سامنے جھکنا۔ خود کو یہ پیش کرنا کہ ہم
چھوٹے ہیں۔ ان کا میں نے اپنا جو بچپن میں کتاب ہے پند نامہ بابا فرید الدین عطا
ر کی اس میں ایک شعر پڑھا تھا (فارسی شعر) اگر تم کچھ سیکھنا چاہتے ہو اگر
تم یعنی ایک زمانے میں ممتاز بننا چاہتے ہو ، علم حاصل کرنا چاہتے ہو،تو آپ کو
کیا کرنا چاہئے کہ دنیا میں جو بے وقوف ترین بند ہ ہے اس سے بھی اپنے آپ کو
بے وقوف سمجھو۔ ہر ناداں ... بے وقوف آدمی۔ تو روحانیت جو ہے ایک تو بغیر
کمتری کے حاصل نہیں ہوتی۔ دوسرے یہ کہ یہ عشق کے بغیر حاصل نہیں
ہوتی۔ آپ نمازیں پڑھیں، اللہ تعالیٰ قبول کرے۔ جنت میں چلے جائیں گے۔ جنت
میں ساری دنیا ہی جائے گی۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ ایک وقت ایسا آئے گا
دوزخ ٹھنڈی ہوجائے گی۔حدیث شریف میں۔ جب لوگ روئیں گے ، چلائیں گے،
شور کریں گے، اللہ میاں کہیں گے بھئی کیا چکر ہے بھئی یہ کیا ہے ، کہیں گے
جی وہ لوگ بڑے پریشان ہیں، کہیں گے نکالو بھیجو، جنت میں بھیجو۔ شور مچا
مچا کے پریشان کررکھا ہے۔ تو ایک وقت ایسا آئے گا کہ دوزخ ٹھنڈی ہوجائے گی۔
تو اس کا مطلب ہے ہر آدمی صراط مستقیم پر ہے اور جس نے اللہ کو ایک
مانااور اس نے اس کے پیغمبروں پر ایمان لایا وہ کوئی بھی ہو یہودی ہو، عیسائی
ہو، اگر اس کا ایمان ایک اللہ پر ہے اگر اس نے اللہ کتابوں کو مانا ہے اور
رسولوں پر ایمان ہے اس کا تو وہ جنت میں جائے گا۔ اب سزا کتنے دیر کی یہ وہ
جانے اللہ جانے۔ لیکن روحانیت جو ہے، روحانی لوگ جنت کا انتظار نہیں کرتے۔
حضرت رابعہ بصری کا آپ نے واقعہ سنا ہوگا بڑا مشہور ۔ایک ہاتھ میں آگ ہے
ایک ہاتھ میں پانی ہے۔ تشریف کہیں لے جارہی تھیں ۔ کسی نے پوچھا کہ مائی
صاحبہ یہ کیا ہے کہاں جارہی ہو؟ کہنے لگیں بھائی میں یہ دیکھ رہی ہوں کہ
خدا کو خدا کے لئے کوئی یاد ہی نہیں کرتا۔ کوئی جنت کی لالچ میں یاد کررہا ہے
تو کوئی دوزخ کے خوف سے یاد کررہا ہے۔ تومیں نے یہ سوچا کہ اس آگ سے تو
جنت کو آگ لگادوں۔ اور اس پانی سے دوزخ کو بجھادوں۔ تاکہ لوگ اللہ کو اللہ
کے لئے تو چاہیں۔ تو روحانی آدمی جو ہے وہ اللہ کو اللہ کے لئے چاہتا ہے۔ دوزخ
کے خوف سے اللہ کو نہیں چاہتا۔ اور نہ جنت کی لالچ میں اللہ کو چاہتا ہے۔ تو
یہ آپ غور کریں جب اللہ مل گیا تو جنت تو اس کا ورثہ بن گیا بھائی۔ تو جنت
اس لئے اللہ کو یاد کرے گی جنت اللہ دے یہ تو بڑی بے وقوفی کی بات ہے۔ باپ
سے اس لئے محبت کریں کہ باپ ہمارے اسکو ل کی فیس دے۔ کیسی بے وقوفی
ہے۔ باپ کہے گا کیسا نالائق آدمی ہے ۔ بھئی مجھ سے اس لئے پیار کررہا ہے کہ
میں اس کے اسکول کی فیس دوں ، اس کوکپڑے پہناؤں۔ جبکہ باپ اولاد سے یہ
نہیں چاہتا کہ صاحب میں اس کو اس لئے پیار کررہا ہوں کہ یہ پڑھ لکھ کے

قابل ہوجائے۔ نہ بس باپ ہے اولاد کو چاہتا ہے۔ تو اللہ میں اللہ تو بہت بڑا ہے
ناں باپ سے تو اللہ بھی یہ چاہتا ہے کہ بندے مجھ سے جب تعلق قائم کرے تو پھر
آگے پیچھے کچھ نہ ہو۔ جنت دوزخ نہیں اللہ ہوبس۔ حضور قلندر بابا نے فرمایا
اس میں لوح و قلم میں آدمی یہ کہتا ہے جنت تو جنت کہتی ہے لبیک آؤ۔ اور
جب آدمی کہتا ہے دوزخ یعنی دوزخ کے اعمال کرتا ہے تودوزخ کہتی ہے آؤ لبیک۔
اور جب بندہ کہتا ہے اللہ تواللہ کہتا ہے آجامیں انتظار کررہا ہوں۔ جلدی آؤ۔
ایک قدم بڑھتا ہے تو اللہ دو قدم بڑھتا ہے۔ آدمی لپک کے چلتا ہے تو اللہ دوڑ کے
آتا ہے۔ اللہ کہتا ہے جہاں تم ایک ہو وہاں میں دوسرا ہوں، جہاں تم دو ہو
وہاں میں تیسرا ہوں۔ ہر وقت اللہ ... الا انہ بکل شییء محیط کہ اللہ نے
تمہیں احاطہ کیا ہوا ہے۔ ایک گھرا ہے، ایک سرکل ہے۔ اس میں تم ہو اور وہ
سرکل اللہ ہے۔ تو ہم سرکل سے اگر اپنا تعلق قائم کرلیں توا للہ سے ہمارا
تعلق قائم ہوجائے گا اور جب اللہ سے تعلق قائم ہوگیا تو کس کی مجال ہے کہ
وہ دوزخ کی طرف ہمیں لے جائے گا۔ یا لے جائے گا کوئی بھئی؟ الا ان اولیاء اللہ
لا خوف علیھم و لہم یحزنون ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے دوستوں کی یہ
پہچان یہ نشانی ہے کہ انہیں خوف اور غم نہیں ہوتا۔ تو جس بندے کی زندگی
سے خوف اورغم نکل گیا وہ دوزخ میں کیسے جائے گا۔ بات کہیں اور پہنچی۔
کہاں تھے؟ ہاں اب یہ عشق جو ہے روحانیت میں میرے کچھ عرصے سے دماغ جو
ہے اس میں بھول بہت ہورہی ہے۔ پہلے نہیں تھی اب بہت زیادہ ہورہی ہے۔
تو روحانیت اگر سیکھنی ہے تو اس کے لئے دو چیزیں جو ہیں بڑی ضروری ہیں۔
کبر نہ ہو آپ کے اندر، بڑائی نہ ہو آپ کے اندر، اپنے علم کا زعم نہ ہو آپ کے
اندر، ہر شخص کو اگر اپنے سے بڑا نہیں سمجھتے تو اپنے سے برابر تو سمجھو
بھئی۔ ہر شخص کی عزت کرو۔ احترام کرو۔ جھکو۔ دیکھئے حضور قلندر بابا
فرمایا کرتے تھے جب درخت پہ پھل لگتا ہے تو درخت جھک جاتا ہے۔ اور جس
درخت پہ پھل نہیں لگتا وہ نہیں جھکتا۔ تو ایک تو جھکنا۔ عاجزی، انکساری، توبہ
استغفار، مداوا، اللہ سے معافی تلافی۔ اور اس کے بعد اللہ سے عشق۔ تو اللہ
سے عشق جو ہے ظاہر ہے ہم مادی زندگی میں سفر کررہے ہیں۔ مادیت کی
پیداوار ہیں۔ نہ تو اللہ سے واقف ہیں۔ نہ اللہ کے نور سے واقف ہیں۔ حالانکہ
نور ہے۔ اللہ نور السمٰوت والارض کہ ہر چیز جو زمین آسمان میں سب اللہ کا
نور ہے۔ لیکن ہم واقف نہیں ہیں۔ اب ہمارے پاس اگر کوئی مشعل راہ ہے تو
وہ پیر و مرشد ہے۔ اب پیر و مرشد اللہ سے واقف ہے اگر ہے ۔ اب تو پیری
مریدی بھی ایک بہت بڑا زبردست کاروبار ہے۔ بہت اعلیٰ درجے کا۔ اور بڑی
گدیاں اور یہ وہ ماشاء اللہ اللہ میاں نے بڑی برکت دی ہوئی ہے۔ تو اگر وہ پیر
و مرشد اللہ سے واقف ہے ۔ اب تلاش بھی بڑی مشکل کام ہے۔ پہلی بات تو یہ
ہے کہ آپ تلاش کس طرح کریں۔ تو یہ میں نے سوال کیا تھا حضور قلندر بابا سے
کہ صاحب یہ کیسے پتہ چلے کہ کوئی آدمی اللہ والا ہے۔ بھئی ایک آدمی نمازیں
بھی پڑھتا ہے، روزے بھی رکھتا ہے۔ سبھی نماز پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں۔ تو

یہ کیسے پتہ چلے کہ بھئی یہ بندہ جو ہے یہ اللہ والا ہے۔ اس کے پاس بیٹھو، اس
سے کچھ سیکھو۔ اب جہاں تک علمی حیثیت ہے۔ تو یہ اللہ والے کچھ بتاکر ہی
نہیں دیتے۔ یہ تو سارے خزانے اندر ہی اندر ۔ یہ تو حضور قلندر بابا پہلے بندے
ہیں جو انہوں نے روحانی خزانے کھول دئے ورنہ کتابوں میں یہ علم ملتا ہی نہیں
ہے۔ ہر شخص نے چھپایا۔ علم سینہ علم سینہ آپ نے سنا ہوگا۔ علم سینہ علم
سینہ ۔ یعنی سینہ بہ سینہ منتقل ہوگیا۔ تو ان کو کیسے تلاش کیا جائے۔ کیا
نشانی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ بھئی دیکھو کسی بندے کی خدمت میں پندرہ منٹ
بیٹھو، گھڑی دیکھ کرکے ذہن نیوٹرل کرکے۔ پندرہ منٹ میں اگر بارہ منٹ تمہارا
ذہن اللہ کے علاوہ کہیں نہ جائے توسمجھ لو کہ وہ بندہ اللہ والا ہے۔ اور اگر
پندرہ منٹ میں تمہارا ذہن بھٹکتا ہی رہا تو بھائی وہ فرشتہ بھی ہے تو وہ اللہ
والا نہیں ہے۔ اس کو برا بھلا کچھ نہ کہو وہاں سے اٹھ آؤ۔ تو اب یہ تلاش ،
تلاش کی اب انہوں نے ایک بتایا ایک طریقہ بھئی ہم سب لوگوں کو بھی چاہئے
آزمائیںکوئی ایسا بندہ ملے ۔ تو روحانیت سیکھنے کے لئے بنیادی بات انکساری،
عاجزی، احساس ندامت، اپنے گناہوں کے اوپر، اپنی غلطیوں کے اوپر اللہ معاف
کرے گا۔ اللہ خوش ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (عربی آیت) مجھ سے مانگو
میں قبول کروں گا۔ مجھ سے مانگو، کچھ بھی مانگو۔ توبہ استغفار کرو۔ اللہ
میاں کو اللہ سے مانگو۔ بھئی دنیا مانگ کے کیا کروگے۔ دنیا تو اللہ میاں کتے کو
بھی دیتا ہے، بلی کو بھی دیتا ہے، چڑیا کو بھی دیتا ہے، کبوتر کو بھی دیتا ہے۔ تو
اللہ سے اللہ کو کیوں نہ مانگو۔ جب اللہ مل گیا تو ساری بادشاہت مل گئی۔ اب
انسان کا حال یہ ہے کہ اللہ سے اللہ کو ہی نہیں مانگتا ۔ اللہ سے دنیا ہی
مانگتا رہتا ہے۔ تعفن، سڑاند، یہ دنیا کیا ہے تعفن ہی ہے ناں۔ حضور پاک نے
فرمایا دنیا کتا ہے۔ مرا ہوا کتا ہے۔ تو جس کو دیکھو اللہ سے ، میں تو یہ دیکھتا
ہوں اللہ پیسے دے دے، اللہ پیسے دے دے، اللہ میاں نوکری دے دے، اللہ میاں یہ
کردے، وہ دنیا ہی مانگتا رہتا ہے۔ جبکہ ہمارا تجربہ یہ ہے کہ دنیا مانگنے کی
چیز ہے ہی نہیں۔ سب کو جتنی ضرورت ہے سب کو ہی مل رہی ہے۔ اتنے
پرندے، اتنے چرندے وہ نانا تاج الدین صاحب کا ایک دوہا ہے، اجگرکرے نہ چاکری
پنچھی کرے نہ کام ... نانا تاج الدین فرماتے ہیں کہ یہ چوپائے جو ہیں یہ کوئی
نوکری نہیں کرتے۔ کتنے چوپائے آپ دیکھیں دنیا میں۔ شیر، بھیڑئیے، بکریاں، دنبے
اور کیا اور کیا کتنے ، انسانوں سے تو زیادہ ہی ہیں بھائی۔ تو کہتے ہیں یہ جو
اجگر جو ہیں یہ کسی کی نوکری نہیں کرتے۔ پنچھی کرے نہ کام۔ اور یہ پرندے
جو ہیں یہ فیکٹریاں نہیں لگاتے۔ دکانیں نہیں کھولتے۔ جوتے نہیں گانٹھتے۔ داس
ملوکا کہہ گئے سب کے داتا رام۔ لیکن اللہ سب کو روٹی کھلاتا ہے۔ بھوکا کوئی
نہیں مرتا۔ اب انسان اشرف المخلوقات جو ہے وہ یہ کہتا ہے روٹی کہاں سے
کھاؤں گا۔ تو یہ تو بھئی ہم تو چڑیوں سے بھی گئے گزرے ہوگئے۔ تو حضور قلندر
بابا فرمایا کرتے اللہ سے اللہ کو مانگو۔ رسول اللہ ﷺ بھی یہی دعا فرماتے یا
اللہ ! رفیق اعلیٰ سے ملادے۔ یا اللہ ! رفیق اعلیٰ سے ملادے۔ تو ہم حضور پاک ﷺ

کی امت ہیں تو ہمیں بھی اللہ سے اللہ کو مانگنا چاہئیے اور اللہ سے اللہ کو
ہم جب مانگ سکتے ہیں جب ہمارے اندر عاجزی ہو انکساری ہو، اور مخلوق
ہونے کا وصف ہو، مخلوق ہونے کا وصف ہی یہ ہے کہ ہمارے اندر عاجزی ہو،
انکساری ہو، اور ہم جس طرح اپنے آپ سے محبت کرتے ہیں، اپنے جسم سے
محبت کرتے ہیں، اپنے بچوں سے محبت کرتے ہیں، اپنی بیوی سے محبت کرتے
ہیں، اپنے شوہروں سے محبت کرتے ہیں، اسی طرح ہم تمام نوع انسانی سے
محبت کریں۔ سب برادری ہے۔ آپ دیکھئے یہ پوری نوع انسانی جو ہے کیا یہ آدم
کے رشتے سے ہمارے بہن بھائی نہیں ہیں۔ بھئی ایک باپ ہے اس کا نام آدم ہے،
ایک ماں ہے اس کا نام حوا ہے۔ یہ سب اسی کی اولادیں ہیں۔ اب الگ الگ
قبیلے بن گئے ہیں لیکن ہیں تو سب ایک ہی باپ کی اولاد۔ تو سب کو بھائیوں کی
طرح، بہنوں کی طرح چاہو، سب کا حفظ مراتب آپ کے اندر ہونا چاہئیے۔ کسی
کا نقصان نہ کرو، کسی کی جان کے درپے نہ ہو، احترام کرو۔ اپنا بھی احترام
کرو، اور اللہ کی دی ہوئی جان کا احترام کرو۔ اس سے آپ کے اندر عاجزی ،
انکساری پیدا ہوگی۔ اور کوئی ایسا بندہ تلاش کروجس بندے کے اندر اللہ تعالیٰ
کے انوار اور تجلیات کام کرتے ہوں، اور جو بندہ اللہ نور السموت ولارض قرآن
پاک کی آیت کے مفہوم اور حکمت سے واقف ہو۔

★★★★★۔